فراق الاوطان اشد الامتحان

مولانا سید عبدالحسین صاحب قبلہ پروفیسر سلطان المدارس، لکھنؤ

مصیبتہ قدم الایام یوقدھا
والماضیات من الایام یذکیھا

وطن کا اطلاق عرف عام میں ہر اس مقام پر کیا جاتا ہے جس پر انسان پیدا ہوتا ہے اور ہر اس مکان کو کہا جاتا ہے جس میں ہمیشہ رہنے کے ارادہ سے انسان عمارت بناتا ہے اور قیام کرتا ہے۔ شدائد دنیا میں سے جہاں فراق احبا و موت اعزا قرار دیئے گئے ہیں وہاں فراق وطن کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ قلوب انسانی جس طرح سے مفارقت میں اعزا کے رویا کرتے ہیں ویسے ہی جدائی پر وطن کے بھی اشکبار ہوتے ہیں۔ آئے دن جب مومنین سفر عتبات عالیات کو جانے لگتے ہیں تو بارہا دیکھا گیا ہے وہ اس طرح بیقرار ہو کر رونے لگتے ہیں کہ لوگوں کو خیال ہو جاتا ہے کہ خدانخواستہ انکا کوئی عزیز مر گیا ہے یا حبیب جدا ہو گیا ہے۔ غرض کم وبیش ہر انسان پر وطن کی جدائی کا اثر پڑتا ہے۔ معمولی لوگوں کا تذکرہ کیا اس محبت وطن میں انبیاءؑ بھی شریک ہیں اور جب کبھی کسی نبی کو اس کی امت نے اس کے وطن سے نکالا وہ نبی فراق وطن میں اشکبار ہوا۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت آدمؑ کا وطن جنت تھا۔ جب شیطانی ولولہ کا شکار بن گئے تو حضرت کو جنت سے نکلنا پڑا۔ اور وطن مالوف کو ترک کرنا پڑا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ آدمؑ مدتوں فراق جنت میں رویا کئے آخر میں خدا نے ان کی حالت پر رحم کیا اور پھر بعد مرگ جنت میں بلا لیا۔ حضرت ابراہیمؑ جب وطن سے جدا ہوئے تو جدائی پر وطن کے خوب روئے۔ حضرت یوسفؑ ہمیشہ قید خانہ کے اس دروازہ پر بیٹھے رہا کرتے تھے جو کنعان کے رستہ کے محاذ میں تھا۔ اور ہر آنے جانے والے سے وطن واہل وطن کی حالت دریافت فرمایا کرتے تھے اور فراق وطن میں رویا کرتے تھے۔ موسیٰ جب سے نکلے تو روتے ہوئے نکلے اور خدا نے قرآن مجید میں فرمادیا فَخَرَجَ مِنۡهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ۔ حد ہوگئی کہ جب باعث ایجاد عالم فخر آدمؑ و بنی آدم جناب ختمی مآبؐ مشرکین کے خوف سے مکہ سے نکلے تو راستہ میں مڑ مڑ کے مکہ کی طرف نظر حسرت سے دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے اے سرزمین مکہ تو مجھ کو بہت پیاری ہے تیری جدائی مجھ پر شاق ہے، لیکن کیا کروں کہ تیرے اہل مجھ کو تجھ میں رہنے نہیں دیتے۔ انبیاءؑ وطن سے جدا کئے گئے۔ اور بری طرح نکالے گئے، لیکن بعد کو دریائے رحمت جوش زن ہوا اور تائید ایزدی ان کے شاملِ حال ہوئی، سب کے سب خوشی و شادمانی فرحت وکامرانی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ ابراہیمؑ سفر سے جب پلٹے تو حضرت اسمٰعیلؑ کی ایسی اولاد اور ہاجرہ سی عفیفہ زوجہ لیکے پلٹے۔ موسیٰؑ وطن کی طرف جب آئے تو حضرت شعیبؑ کی دختر نیک اختر کو اپنے حبالہ نکاح میں لئے ہوئے، تاج نبوت زیب سر کئے ہوئے پلٹے۔ جناب ختمی مآبؐ جب مدینہ سے مکہ واپس ہوئے تو اپنے ہمراہ انصار ومہاجرین کا انبوہ سپاہ ولشکر کا گروہ لیکر سلطان عرب وعجم بنکر تاج شفاعت پہن کر جاہ وجلال فتح ونصرت کے ساتھ پلٹے اور مکہ کے گلی اور کوچہ میں آپ کی آمد آمد کی دھوم مچی، آپ کے دوست رستگار ہوئے اور دشمن ذلیل وخوار ہوئے۔ سورۂ انا فتحنا کی تلاوت کرتے ہوئے جبرئیلؑ ہمراہ رکاب تھے۔ رعب ودبدبۂ نبوت سے کفار کی آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔ ابوسفیان حضرت عباس سے خطاب

کر کے کہنے لگا تیرے بھائی کے بیٹے کا ملک بہت وسیع ہو گیا اور اس کی شاہی نے بام ترقی پر عروج کیا حضرت عباس نے جواب دیا اے ابوسفیان ! یہ حکومت ومملکت نہیں ہے۔ یہ شان نبوت ہے۔ دیکھ کس طرح خدانے میرے بھتیجے کومظفر ومنصور وطن واپس کیا اور اس کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کیا۔ غرض دستور عالم ہے کہ مسافر ایک نہ ایک دن وطن واپس ضرور آتا ہے لیکن حسینؑ نے نہ معلوم کس منحوس ساعت میں گھر سے قدم نکالا پھر پلٹنا نصیب نہ ہوا۔ وہ عرب کا چٹیل میدان وہ گرمیوں کا زمانہ وہ بادسموم کا چلنا اور حرارتِ آفتاب سے ریگ صحرا کا چنگاریوں کی طرح سے روشن ہوجانا ایک طرف اور وہ حسین مظلوم کا ہمراہ عورتوں بچوں کو طے منازل اور قطع مراحل کرنا دوسری طرف۔ سفرسقر کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔ منزلیں میدانِ قیامت کا منظر دکھا رہی تھیں۔ حسینؑ منزل بمنزل کوچ کر رہے تھے۔ زادراہ کی قلت، پانی کی نایابی، راستوں کی ناہمواری، دھوپ کی شدت، رہروان منزل صبر ورضا کے لئے قیامت بن گئی تھی۔ کوئی حسینؑ مظلوم سے پوچھتا کہ مولا! راہ عراق کی سخت منزلیں آپ نے ایام گرما میں ننھے ننھے بچوں اور عورتوں کے ہمراہ کیونکر طے کیں؟ تو شاید حضرت جواب میں فرمادیتے کہ بھائی صبر ورضا کی سخت منزلیں سر کے بل رو رو کر طے ہوا کرتی ہیں۔ مناقب شہر آشوب میں علی بن الحسینؑ سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سفر عراق کے موقع پر میں اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ تھا۔ آپ جب کسی منزل پر اترتے تھے اور جب کسی منزل سے کوچ کرتے تھے تو یحییٰ بن زکریا کا ذکر ضرور فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک منزل میں فرمایا **من هوان الدنيا على الله ان راس يحيىٰ اهدىٰ الى بغى من بغايا بنى اسرائيل** ۔ خدا کے نزدیک دنیا ذلیل ہے اسی وجہ سے حضرت یحییٰ کا سر ایک زن فاجرہ کے پاس ہدیۃً بھیجا گیا۔ حضرت یحییٰ کے سر کا واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ اپنی زوجہ سے کارہ تھا کیونکہ وہ ضعیفہ تھی اور اس کی زوجہ نے یہ چاہا کہ اپنی جوان وخوبصورت لڑکی سے بادشاہ کی تزویج کردے بادشاہ نے حضرت یحییٰ سے مشورہ کیا۔ حضرت یحییٰ نے منع کیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ فعل ناجائز ہے۔ بادشاہ کی زوجہ کو یہ بات یحییٰ کی ناگوار ہوئی اور اس نے یہ تدبیر کی کہ ایک شب میں اپنی لڑکی کو آراستہ کر کے بادشاہ کی خلوت گاہ میں بھیج دیا وہ بادشاہ کے سامنے پہنچ کر ناچ رنگ میں مشغول ہوئی اور بادشاہ کو اس کا ناچنا اور گانا پسند آیا۔ بادشاہ نے لڑکی سے کہا جو حاجت تیری ہو طلب کر میں دوں گا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ حضرت یحییٰ کا سر منگا دے۔ بادشاہ نے کہا اے کنیز کوئی اور چیز طلب کر، یہ چیز قابل طلب نہیں ہے۔ اس نے پھر عرض کیا کہ یحییٰ کے سر کے سوا اور کوئی شے مجھے مطلوب نہیں اس زمانہ کا دستور تھا کہ بادشاہ جب جھوٹ بولتا تھا تو وہ معزول کر دیا جاتا تھا، بادشاہ متحیر تھا کہ کیا کرے ملک کو ہاتھ سے دے یا یحییٰ کو قتل کرے آخر ملک وسلطنت کی محبت غالب آئی اور اس نے یحییٰ کو سر کٹوا کر ایک طشت طلا میں رکھ کر اس کنیز کے پاس بھیج دیا۔ جب اس زن فاجرہ کے پاس سر پہونچا تو خدا نے زمین کو حکم دیا اس نے یحییٰ کے سر کو غائب کر دیا۔ اس فاجرہ نے کوئی بے ادبی اس سر کے ساتھ نہ کی۔ حسینؑ مظلوم غالباً سر یحییٰ کا تذکرہ اس لئے ہر منزل پر فرماتے تھے کہ بعد شہادت آپ کا سر بھی ایک مرد فاجر وفاسق یزید ابن معاویہ کے پاس ہدیہ بھیجا جائے گا۔ اور وہ اس سر کے ساتھ بے ادبی کرے گا۔ چنانچہ بحار میں امام رضاؑ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب میرے جد بزرگوار حسینؑ بن علیؑ کا سر دربار میں یزید کے سامنے طشت طلا میں رکھا گیا تو وہ ملعون شراب نوشی میں مشغول تھا۔ شراب پیتا جاتا تھا اور جو بقیہ رہ جاتا تھا اس کو سرِ حسینؑ کی طرف پھینک دیتا تھا۔ دربارِ شام میں اسیرانِ حرم کا جس وقت ورود ہوا ہے اس وقت کی حالت خود امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں **لما وفدنا على يزيد بن معوٰيه اتوابحبال وربقونا مثل الاغنام ونحن اثنى عشر نفرا من اهل بيت محمدؐ** ۔ جب لٹا ہوا قافلہ ہمارا دربار یزید کے قریب پہنچا تو اشقیا کچھ رسیاں لائے اور ہمارے گلوں کو ان سے اس طرح مضبوط باندھ

دیا جس طرح قربانی کی بکریوں کو باندھتے ہیں۔ اور ہم لوگ بارہ آدمی تھے اہل بیت محمدؐ میں سے اس وقت خاندان بنی امیہ کی دیرینہ عداوت جوش مار رہی تھی اور بنی ہاشم کی ہتک عزت وآبرو میں طرح طرح کی کوششیں ہو رہی تھیں یہاں تک کہ سر حسینؑ جو طشتِ طلا میں یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ اس سے یزید بے ادبی کر رہا تھا ہاتھ میں اس معلون کے ایک چھڑی تھی جس سے لب ودندان حسینؑ کو چھیڑ رہا تھا۔ اس وقت دربار میں ابوبرزہؓ اسلمی بھی موجود تھے۔ جو رسالت مآب کے صحبت کے بیٹھنے والے تھے ان کو رسالت مآبؐ کا عہد یاد آ گیا اور شفقت رسالت مآب جو حسینؑ کے ساتھ تھی یاد آ گئی یہ بڈھا مصاحب رونے لگا اور کہنے لگا **ارفع قضیبک یا یزید فواللہ لقد رأیت رسول اللہ یلثم موضع قضیبک** ۔ اے یزید لب ودندان حسینؑ سے چھڑی ہٹالے خدا کی قسم میں نے رسالتمآب کو دیکھا تھا کہ وہ اسی لب ودندان حسینؑ کے بوسے لیتے تھے اور مثل نیشکر کے چوستے تھے آخر میں یہ چند شعر عقبہ بن عمیق سہمی کے نذر ناظرین کئے جاتے ہیں۔ یہ پہلا مرثیہ ہے جو حسینؑ مظلوم کے لئے نظم کیا گیا ہے۔

اذا لعین قرت فی الحیوۃ وانتم
تخافون فی الدنیا فاظلم نورھا

اگر کسی آدمی کی آنکھیں اے اہل بیت محمدؐ تمہاری مصیبتوں میں اور خوف کی حالتوں میں ٹھنڈی رہیں تو خدا ان کے نور کو زائل کردے۔

مررت علی قبرالحسین بکر بلا
ففاضت علیہ من دموعی غزیرھا

حسینؑ مظلوم کی تربت پاکیزہ پر جب میرا گذر ہوا تو میری آنکھوں سے اشک حسرت کا بادل خوب برسا۔

فما زالت ارثیہ وابکی لشجوہ
ویسعد عینی دمعھا وزفیرھا

میں تو ہمیشہ حسینؑ مظلوم کے مصائب کا تذکرہ کرتا رہتا ہوں اور ان پر گریہ وماتم کرتا رہتا ہوں اور میری آنکھوں کی مدد اس غم میں میرے آنسو اور میری آہیں کیا کرتی ہیں۔

گو مضمون ختم ہو چکا، لیکن حسینؑ مظلوم کے حقوق جو مسلمانوں کی گردنوں پر ہیں ان کی ادائیگی نہ ہو سکی۔ لہٰذا صرف اس لئے کہ معزز ومحترم ناظرین ثواب گریہ وبکا حاصل کرلیں یہ چند شعر ایک دوسرے مرثیہ کے نقل کئے جاتے ہیں۔

تبیت النشاوی من امیۃ نوما
وفی الطف قتلی ماینا محمیمھا

بنی امیہ کی شراب خور اولاد تو بستر راحت پر گہری نیند میں مشغول استراحت ہو اور بنی ہاشم کی اولاد میدان کربلا میں ذبح کی ہوئی پڑی ہے جن کے غم میں ان کے احباء اعزاء راتوں کو آنکھوں میں بسر کرتے ہیں۔

وما قتل الاسلام الا قبیلۃ
تامر نوکا ھاودام نعیمھا

اسلام کو صرف اسی قبیلہ نے قتل کیا یا جس کے لئے بے عقل و بدتمیز افراد خلافت پر مسلط ہو گئے اور نعمت دنیا ان کے لئے پائدار ہو گئی۔

واضحت قناۃ الدین فی کف ظالم
اذا اعوج منھا جانب لا یقیمھا

دین کا نیزہ ایسے ظالم ہاتھوں میں پہنچ گیا جو اس کی کجی کو دور نہیں کرسکتا۔

(ماخوذ از اخبار سرفراز لکھنؤ، محرم نمبر ۱۳۵۵ھ مطابق مارچ ۱۹۳۶ء، ص ۱۷ و ۱۸)

قطعہ

بنت زہرا نقوی ندیؔ الہندی

تھر تھراتے ہوئے کہتے ہیں عدو
دیکھئے خوف سے سناٹا ہے
سنتے ہیں ضیغمِ شبیرؑ کا اب
ہاتھ تلوار تک آ پہنچا ہے